نگاہِ اولین

توہین رسالت اور ہماری ذمہ داریاں

مدیر التحریر

''اسلام'' دین فطرت ہونے کی بنا پر دلوں میں گھر کر لیتا ہے۔قلوب واذہان کو مسخر کر لیتا ہے۔ انسان کا جسم اپنے گونا گوں تقاضوں سے مجبور ہو کر، اسلحے سے مقہور ہو کر، دنیا کی چکا چوند سے مسحور ہو کر، برے مستقبل سے مرعوب ہو کر یا غلامی میں مغلوب ہو کر غلط کو صحیح کہتا ہے، فاتح کے سامنے جھکتا ہے، لالچ کے ہاتھوں بکتا ہے۔لیکن اس کا دل و دماغ کسی مادی طاقت سے شکست نہیں کھاتا۔ اللہ رب العزت نے اپنے آخری پیغمبر ﷺ کے دست و بازو بنانے کے لیے ایسے انسانوں کی ایک بڑی کھیپ فراہم فرمائی کہ وہ دل میں جو کچھ ٹھان لیتے ، اسی پر ڈٹ جاتے تھے۔کسی آقا کی غلامی، کسی حکمران کا آرڈر، کسی سپر پاور کی دھمکی، کسی دوست کی دوستی، ماں باپ کی شفقت، بھائی بہن کی جاں نثاری اور اولاد کی محبت ان کو ''دل و دماغ'' کی ''بصیرت'' سے چشم پوشی کروانے کی قدرت نہیں رکھتی تھی۔یعنی ان کی قوت ارادی (Will Power) بہت مضبوط تھی۔

اُس دور کے کافروں نے اپنی ساری تدبیریں بروئے کار لائیں۔غریبوں پر ظلم کیا، غلاموں پر ستم ڈھایا، پردیسوں پر سنگ باری کی، رشتہ داروں سے بائیکاٹ کیا، حتیٰ کہ اچھے بھلے معزز افراد کا بھی جینا دوبھر کر دیا۔

﴿وما نقموا منهم إلآ أن يؤمنوا بالله العزيز الحميد ۝﴾ [البروج ۸]

اہل اسلام اپنی قلت تعداد کے باوجود جنت کی آرزو میں سب کچھ برداشت کرتے رہے۔آخر انہوں نے اللہ تعالیٰ اور رسول ﷺ کی اطاعت کو ساری دنیا اور اس کے تعلقات پر قربان کرتے ہوئے ہجرت کا شرف بھی حاصل کیا۔انسانیت کے دشمنوں نے انہیں دیارِ غیر میں بھی سکون سے رہنے نہ دیا۔حبشہ کا بادشاہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے دین پر کاربند تھا اور کلام الٰہی کے مطابق آخری نبی ﷺ کا منتظر؛ چنانچہ اس نے تعارف پا کر انسانیت کے نجات دہندہ رحمۃ للعالمین ﷺ کو پہچان لیا اور عدل و انصاف کی لاج رکھتے ہوئے قریشی وفد کو نامراد واپس کر دیا۔ بعد میں خود بھی حلقہ بگوشِ اسلام ہو گیا۔

اہل مدینہ یہودِ بے بہبود سے آخری نبی ﷺ کے بارے میں سنتے رہتے تھے، اسی لیے وہ اس زرین موقع کو غنیمت جان کر ایمان و نصرت میں سبقت لے گئے۔اس پر یہود حسد کی آگ میں جلتے ہوئے کفار کو اکساتے رہے۔ انسانیت کے دشمنوں نے یہاں بھی اہل اسلام کو سکون سے رہنے نہ دیا۔ چنانچہ ان کی سرکوبی کے لیے ''دہشت گردی

کے خلاف جہاد'' کا علم بلند کیا گیا۔ ان جنگوں میں رب کی نصرت نے وہ کمال دکھایا کہ ہر دفعہ ''مٹھی بھر'' اہل توحید نے مشرکین کی ''سپر پاور افواج'' کو ناکوں چنے چبوایا۔

آٹھ سال بعد اہل توحید فاتحانہ شان کے ساتھ مکہ مکرمہ میں داخل ہوئے۔ اس نصرت الٰہی اور ''لا تثریب علیکم الیوم ، اذهبوا فأنتم الطلقاء'' [متفق علیه] کے اعلیٰ اخلاق نے دلوں کو فتح کر کے دنیا کو ﴿ورأیت الناس یدخلون فی دین الله أفواجا ○﴾ [النصر ۲] کا منظر دکھا کر دم لیا۔

اعدائے انسانیت نے دلائل عقلی و تقلیدی، انفرادی ظلم و ستم اور معرکہ کارزار غرض ہر حربے میں ناکامی کے بعد پینترا بدلتے ہوئے ایک یہودی ابن سبا یمنی کو پولس وقت بنا لیا، جس کے ذریعے بڑے بڑے فتنے برپا کیے۔

عالم کفر میں سینکڑوں سالوں سے سرکاری ''اسلامی یونیورسٹیاں'' قائم ہیں۔ ان میں عربی قاعدہ سے لے کر درس نظامی تک باقاعدہ تعلیم دی جاتی ہے۔ ان میں اکثر و بیشتر کافر طلباء تعلیم حاصل کرتے ہیں، اساتذہ بھی اکثر مستشرق کافر ہی ہوتے ہیں۔ وہ صرف اس غرض سے اسلامی تعلیم پڑھتے اور پڑھاتے ہیں کہ دین اسلام کے اصلی مصادر میں اسلام کی ''کمزوریوں'' کا سراغ لگائیں۔ تاکہ کوئی علمی پوائنٹ ملے تو اس کو اچھال کر دنیا میں اسلام کو بدنام کر سکیں۔ ان یونیورسٹیوں کے بعض فیض یافتگان نے کچھ ایسے پروپیگنڈے کیے بھی، لیکن خلافِ حقیقت ہونے کی وجہ سے انہیں علمائے کرام کی طرف سے منہ توڑ جوابات کا سامنا کرنا پڑا۔

''علم'' عجیب فاتح ہے، یہ انسان کے قلب و ذہن پر قابو کر لیتا ہے۔ چنانچہ ''علم'' نے ان میں بہت سے سکالرز کو ''تعصب'' سے خالی کر دیا۔ اگرچہ ان میں سے اکثر کو گھریلو مجبوریوں، معاشرتی دباؤ یا دنیاوی مفادات نے حلقہ بگوش اسلام ہونے کی توفیق سے محروم رکھا؛ لیکن ان سکالرز میں سے بعض نے دین اسلام اور نبی اکرم ﷺ کے بارے میں بے لاگ تأثرات قلمبند کیے ہیں۔ جبکہ مستشرقین میں سے اہل توفیق نہ صرف باقاعدہ مسلمان ہوئے؛ بلکہ دین اسلام کے کامیاب و کامران داعی بن گئے۔

ان یونیورسٹیوں کے فیض یافتہ سکالرز سے پہلے بھی بہت سے علم دوست لوگوں نے ذاتی مطالعے سے بہت سے تاریخی حقائق سے آشنائی حاصل کی اور مختلف ادیان کے آپس میں موازنہ کر کے اسلام قبول کر لیا، یا کم از کم اپنی سنجیدہ رائے سے علمی دنیا کو آگاہ کر دیا۔

''الفضل ما شهدت به الأعداء'' کے بمصداق بعض غیر مسلم سکالرز کے اقوال پیش کیے جاتے ہیں:

۱۔ جارج برنارڈ شا: میری رائے میں محمد ﷺ کو انسانیت کا نجات دہندہ ماننا چاہیے۔

۲۔ ایلفونس لیمرٹین: انسانی عظمت کو ناپنے کے جتنے پیمانے لا سکتے ہو لاؤ، پھر خود سے پوچھو: کیا دنیا میں

اس سے بھی بڑا کوئی انسان گزرا ہے؟

۳۔ تھامس کارلائل: پیغام محمد ﷺ فطرت کے دل کی ڈائریکٹ آواز ہے، اس کے مقابل سب کچھ ہوا سے ہلکا ہے۔

۴۔ مائیکل ہارٹ: تاریخ عالم کی واحد ہستی جو مذہبی اور دنیاوی دونوں سطح پر انتہائی کامیاب ہوا۔

۵۔ جولز میسر مین: تاریخ عالم کے عظیم ترین لیڈر محمد ﷺ تھے، کوئی اور نہیں۔

۶۔ جان ولیم ڈریپر: نسل انسانی پر محمد ﷺ کی قد آور شخصیت نے انمٹ نقوش چھوڑے ہیں۔

۷۔ R.V.C. بوڈلے: آپ ﷺ کی عظمت دیکھ جنہوں نے جہاں کو بدل ڈالا! لیکن اپنا مثالی طرز زندگی وہی رکھا۔

۸۔ ریورنڈ اسمتھ: تاریخ کی یکتا مثال محمد ﷺ! ایک قوم، ایک سلطنت اور ایک مذہب کے تاجدار۔

۹۔ ایڈورڈ گبن: محمد ﷺ کا پیغام شک وشبہ اور ابہام سے پاک ہے۔ اور قرآن توحید الٰہی کی عظیم الشان شہادت ہے۔

۱۰۔ سٹینلے لین پول: محمد ﷺ کا جذبہ اور ولولہ ایک انتہائی بلند اور مقدس مشن کے لیے وقف تھا۔

۱۱۔ ڈینیسن: محمد ﷺ نے انسانی تہذیب کو مٹنے سے بچالیا۔

۱۲۔ برنگل کینیڈی: انسان کی صلاحیتوں کا منتہیٰ اور کمال محمد ﷺ ہیں۔

۱۳۔ L.E. براؤن: محمد ﷺ کے اثر سے لوگ ایک رشتے میں منسلک ہو گئے۔

۱۴۔ پروفیسر ہٹی: انسانی اخوت کا سب سے بڑا علمبردار محمد ﷺ ہے۔

۱۵۔ ریورنڈ اسٹیفنسن: محمد ﷺ کا پیغام انسانیت کے لیے برکات کا موجب ہے۔

۱۶۔ ڈاکٹر مارکس ڈوڈز: محمد ﷺ نے ہر عقیدے کی اصلاح کی اور عربوں کو دنیا کی بڑی قوموں کے آگے کھڑا کر دیا۔

۱۷۔ سپالڈنگ: محمد ﷺ دنیا میں اللہ کی مرضی کے نفاذ واشاعت کے سب سے بڑے ایگزیکٹو آفیسر تھے۔

۱۸۔ جارج ریودری: محمد ﷺ کا قانون سب کے لیے یکساں عدل اور محبت تھا۔ یہ معاشرہ اور انقلاب بے نظیر تھا۔

۱۹۔ ریمنڈ لروج: ان کی تعلیم تمام انسانوں کی مساوات، باہمی تعاون اور عالمگیر اخوت تھی۔

۲۰۔ ڈاکٹر موڈی رویڈرن: محمد ﷺ نے آزادی کا جو اعلان کیا، وہ کسی انسان کے ذہن میں نہ آیا تھا۔

۲۱۔ W.A. آرگب: محمد ﷺ کا پیش کردہ اسلام رسوم وعقائد سے کہیں زیادہ ہے، اس میں کوئی باطنی رمز نہیں۔

۲۲۔ مارگولیتھ: محمد ﷺ کے قرآن نے نوع انسانی کے دلوں پر ناقابل تسخیر اثر ڈالا ہے۔

۲۳۔ M.H. ہنڈ مین: محمد ﷺ نے خود کو عام انسان اور پیغمبر سے زیادہ حیثیت نہ دی۔ جب وہ مصائب وآلام میں گھرے تھے، تب بھی لوگ ان کے گرویدہ تھے۔

۲۴۔ جوہن گوئٹے: محمد ﷺ کی تعلیم کہیں بھی ناکام نہیں ثابت ہوسکتی۔ درحقیقت کوئی انسان قرآن سے

آ گے نہیں جا سکتا۔ (بشکریہ: ہفت روزہ صحیفہ اہل حدیث ص ۵-۷)

ان مشہور غیر مسلم سکالرز کے علم وتحقیق اور مطالعے کی بنیاد پر پیش کردہ بے لاگ تبصروں کے مقابلے میں بغض وعداوت سے بپھرے ہوئے بعض یہود ونصاریٰ کے توہین آمیز خاکوں اور فلموں کی علمی دنیا میں کیا وقعت ہو سکتی ہے؟ شہرت اور دولت کی لالچ میں اندھے ہو کر اسلامی تہذیب کے سامنے پسماندگی کا یہ بھونڈا اظہار...... ایک عام آدمی پر کیا کچھ اثر ڈالے گا؟...... کیا اس طرح لوگوں کو تلاش حق اور قبولیت اسلام سے روکا جا سکے گا؟......

ان سوالوں کا جواب ہمارے لیے ہرگز پریشان کن نہیں ہے۔

عصر حاضر کا سنجیدہ سوال یہ ہے کہ ان واقعات وحوادث کا ردِعمل کیا ہو رہا ہے اور ہونا کیا چاہیے؟

آج سارا عالم اسلام سرتا پا احتجاج ہے۔ آئے روز دنیا کی مسلم آبادیاں مختلف مظاہروں، جلسوں، جلوسوں، قراردادوں، اشتہاروں، مذاکروں اور سیمیناروں کے ذریعے مساجد، جلسہ گاہوں، سڑکوں اور الیکٹرانک و پرنٹ میڈیا میں اپنے غم وغصے کا برملا اظہار کر رہی ہیں۔

بعض شرپسند عناصر یا کفار کے ایجنٹ ایسے مواقع کو غنیمت جانتے ہوئے ''عشقِ رسول ﷺ'' کا نام لے کر توڑ پھوڑ اور گھیراؤ جلاؤ کا شوق پورا کرتے ہیں، جس سے دشمنان دین کا بال بھی بیکا نہیں ہوتا۔ مسلمان کو ہر لحظہ یاد رکھنا چاہیے کہ تخریب کاری اور دہشت گردی رحمۃ للعالمین ﷺ کی سیرت طیبہ اور سنت مطہرہ کے بالکل خلاف ہے۔

حکومت پاکستان نے بھی ایک دن سرکاری سطح پر ''یوم عشق رسول ﷺ'' منا کر تاریخ کو شاہد بنالیا۔ ایجی ٹیشن کے ان مختلف پروگراموں میں عام طور پر توہین آمیز کارروائیوں کے پشت پناہ کافر ممالک، ان کافروں کی زرخرید لونڈی U.N.O. اور اسلامی ممالک کی بے جان تنظیم O.I.C. سے کسی جاندار اقدام کا مطالبہ کیا جاتا ہے۔

اسلام دین فطرت ہے اور انسانی زندگی کے ہر مرحلے اور قیامت تک پیش آنے والے ہر حادثے میں مکمل رہنمائی فراہم کرتا ہے۔ اس حقیقت کو مدِنظر رکھ کر جب ہم دورِ نبوت کا جائزہ لیتے ہیں تو یہ بات روزِ روشن کی طرح عیاں ہو جاتی ہے کہ امت اسلامیہ عمومی طور پر اس سلسلے میں اپنا بنیادی فریضہ انجام دینے سے غافل ہے۔

دیکھیے! مکہ مکرمہ میں رہائش پذیر عرب کا معزز ترین، تہذیب یافتہ اور عقل مند قبیلہ قریش پورے چالیس سال کے طویل عرصے میں اپنے ایک فرد محمد بن عبداللہ ﷺ کو ''الصادق الأمین'' کا لقب دے کر سرآنکھوں پر بٹھاتا رہا۔ پھر جیسے ہی اس صادق اور امین ﷺ نے ''لآ إلٰه إلا اللّٰه'' کی صدا بلند کی، سارے لوگ سٹپٹا کر بول اٹھے: ﴿أ جعل الألهة الٰها واحدا إن هذا لشيءٌ عجاب ۝﴾ [صٓ ۵] پھر عقیدہ توحید کی پاداش میں اسی صادق وامین کو ''ساحر، کاہن، شاعر، مجنون اور مسحور'' کہا، غرض ہر گھٹیا الزام لگایا۔ توہین رسالت میں کوئی کسر نہ چھوڑی۔

فرزندانِ توحید کو انفرادی واجتماعی طور پر ظلم وستم کا نشانہ بنایا۔

یہود ونصاریٰ آخری پیغمبر ﷺ کو آسمانی کتابوں کی روشنی میں اپنے بیٹوں کی طرح پہچانتے تھے۔انہی کے ذریعے حاصل شدہ بعض قیمتی معلومات اہل مدینہ سمیت بہت سے لوگوں کے لیے قبول ہدایت کا باعث بن گئیں۔لیکن اکثر یہودی ونصرانی کتب الٰہی کی واضح شہادتوں کے باوجود تعصب، ہٹ دھرمی اور حسد وعناد کی آگ میں جلتے رہے اوراب تک جل رہے ہیں؛ جس کے اثرات ہمیں مختلف مواقع پر ہرزہ سرائی کی شکل میں نظر آرہے ہیں۔

رسول اللہ ﷺ اور جاں نثار اصحاب کرام ؓ بت پرستوں کے توہین آمیز سلوک، یہودیوں کی حاسدانہ شرارتوں اور نصرانیوں کی بے رخیوں سے ذرادل برداشتہ نہ ہوئے۔انہوں نے ابوجہل، کعب بن الاشرف وغیرہ کے خلاف کوئی احتجاجی جلوس نہیں نکالا، کوئی مذمتی قرارداد پاس نہیں کی۔

دشمنوں کی ایذا رسانیوں کا ردِعمل کیا ہونا چاہیے؟ ﴿ لتبلونّ فيّ أموالكم وأنفسكم ولتسمعنّ من الذين أوتوا الكتٰب من قبلكم ومن الذين أشركوٓا أذى كثيرا ۚ وإن تصبروا وتتقوا فإن ذلك من عزم الأمور ۝ ﴾ [آل عمران ۱۸۶] ''ضرور بضرور تمہارے مالوں اور جانوں میں آزمائشیں آئیں گی اور ضرور تم لوگ اہل کتاب اور مشرکین سے بہت سی اذیت ناک باتیں بھی سنیں گے۔اور اگر تم صبر کرتے رہو اور پرہیزگاری پر ثابت قدم رہو تو یقیناً یہ بڑے مضبوط ہمت والا کام ہے۔''

اس آیت کریمہ میں دوباتوں کی تلقین کی گئی ہے: ''صبر'' اور ''تقویٰ''

''صبر'' کا تقاضا یہ ہے کہ کوئی مسلمان جاہلانہ غیرت میں آکر کسی کتاب الٰہی یا کسی سچے نبی علیہ السلام کے خلاف ہرزہ سرائی نہ کرے۔ایمان کے بنیادی ارکان سے مربوط ہونے کی وجہ سے ہر مسلمان اس کی پابندی کررہا ہے۔

دوسری چیز ہے: ''تقویٰ'' اس کے دو بنیادی تقاضے ہیں:

(۱) عقائد کو شرک وخرافات سے پاک کرنا۔ (۲) عبادات میں بدعات سے اجتناب کرنا۔

ان معاملات میں عام اہل اسلام کا رویہ قابل اصلاح ہے۔اور اس کی راہ میں خصوصاً مذہبی تقلید اور رسوم ورواج سب سے بڑی رکاوٹیں ہیں۔جبکہ رسول اللہ ﷺ کی ساری مبارک زندگی کی کاوش اور جدوجہد کا مرکز ومحور عقائد وعبادات کو شرکیات اور بدعات ورسوم سے پاک صاف کرنا تھا۔سلف صالحین ؒ نے اسی توحید وسنت کی برکت سے عروج واقبال کے فلک پر قدم جمائے۔مجاہدین اسلام ؒ نے اسی کا بول بالا کرنے کی خاطر جانیں قربان کیں۔

لہٰذا سیرت نبویہ کی روشنی میں دشمنانِ اسلام کے خلاف صحیح ردِعمل یہی ہے کہ ''حرمتِ رسول ﷺ پر جان بھی قربان'' کرنے والے مسلمان اپنے عقائد واعمال کو کتاب وسنت کے ترازو میں تول لیں۔پھر جو بھی عقائد واعمال

رسول اقدس ﷺ بعد ایجاد ہوئے ہیں: انہیں اپنے عقائد اور یومیہ، ماہانہ اور سالانہ عبادتوں کی فہرست سے نکال دیں۔یہی امت کے لیے پائیدار اتفاق واتحاد کا باعث اور ترقی وکامرانی کا منبع ہے۔

ایسے مواقع پر تبلیغی جلسوں، میڈیا اور لٹریچر کے ذریعے رسالت مآب ﷺ کی عظمت شان کو اجاگر کرنا بھی نہایت مفید اور قابل تحسین اقدامات ہیں؛ جن سے لوگوں کے ایمان اور محبت نبوی میں اضافہ ہوتا ہے۔

توہین رسالت کے مجرم کو بلاتاخیر قتل کرنا اسلامی حکومت کا فریضہ ہے۔اسلام کسی کو بھی قانون ہاتھ میں لینے کی اجازت نہیں دیتا؛لیکن توہین رسالت کے کیس میں انفرادی طور پر بھی کوئی غیور مسلمان یہ کارنامہ انجام دے تو امت اسلامیہ نے ہمیشہ اس پر خراج تحسین وعقیدت پیش کیا ہے اور یہ اس کی بہت بڑی سعادت ہے۔

﴿۱﴾ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے نبی کریم ﷺ کا فیصلہ سننے کے بعد مقدمہ دائر کرنے والے کا سر قلم کردیا۔

﴿۲﴾ چھٹی صدی ہجری میں امیر المؤمنین نورالدین زنگیؒ نے قبر نبوی کی بے حرمتی کرنے کی کوشش کرنے والے نصرانی سازشیوں کو قتل کردیا اور قبر شریف کے گرد گہرا کھود کر سیسہ کا مضبوط حصار قائم کیا۔

﴿۳﴾ 1929 لاہور میں ''رنگیلا رسول'' کے مصنف راج پال کو غازی علم الدین شہیدؒ نے موت کے گھاٹ اتار دیا۔

﴿۴﴾ 1933 سندھ کے مؤرخ نتھورام نے میں گستاخی کی، اسے غازی عبدالقیوم سندھی شہیدؒ نے قتل کردیا۔

﴿۵﴾ ایک انگریز میم شان رسالت میں گستاخی کی مرتکب ہوئی تو مسلمان باورچی نے اسے خون میں نہلا دیا۔

﴿۶﴾ 1937 ایک وٹرنری ڈاکٹر نے توہین کا ارتکاب کیا، غازی مرید حسین چکوالی شہیدؒ نے اس کا کام تمام کردیا۔

﴿۷﴾ 1 اکتوبر 2005 ڈنمارک کے ایک اخبار میں توہین آمیز خاکے شائع ہوئے۔عامر چیمہؒ نے ایڈیٹر پر حملہ کیا۔ 4 مئی کو اسے تشدد کرکے شہید کیا گیا۔کفر نواز حکمرانوں نے خاموشی سے جنازہ جرمنی سے پاکستان لایا۔دھوکہ دہی کرتے ہوئے شام 4 بجے نماز جنازہ کا اعلان کردیا؛لیکن 11 بجے صبح ہی ساروکی میں سپرد خاک کرایا گیا۔

﴿۸﴾ PPP کے گورنر پنجاب سلمان تاثیر نے انسدادِ توہین رسالت کے ایکٹ کو'' کالا قانون'' کہا، تو اسی کے باڈی گارڈ ..... نے فائرنگ کرکے اس کا منہ کالا کردیا اور غازی کا اعزاز حاصل کیا۔وکلاء برادری میں اس کی وکالت کے لیے مسابقت ہوئی اور مقتول کے وارث وکیل کی تلاش میں دربدر کی خاک چھانتے رہ گئے۔

عصر حاضر کے بعض مشہور مجرم برطانیہ، امریکہ وغیرہ کی خصوصی سکیورٹی تلے خوف وذلت کی زندگی گزار رہے ہیں۔ پھر بھی کافر حکومتوں کا پروٹوکول دوسرے بیمار دلوں میں بھی توہین رسالت کے شوق کو فروغ دے رہا ہے۔